2(6)

وری 1980

ماہنامہ

خیر العمل

لاہور

ر: ضیغمِ اسلام اکیڈمی ۶۶ قاسم روڈ نیوسمن آباد لاہور

ماھنامہ

خیر العمل

لاہور

بیادِ ضیغمِ اسلام مفسرِ قرآن علامہ مرزا احمد علی اعلی اللہ مقامہ

السّلامُ علیک یا صاحب العصر والزمان

الامان ! الامان !! من فتنۃِ الزمان

جلد ۲ ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ مطابق فروری سنہ ۱۹۸۰ء شمارہ ۶

نگرانِ خصوصی : علامہ سید سہیل بخاری

چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد عسکری بن احمد

مطبع : منظور پرنٹنگ پریس مچھلی مارکیٹ لوہاری گیٹ لاہور

خوشنویس : منظور احمد

پبلشر : ڈاکٹر محمد عسکری بن احمد

مینیجر : عمار مہدی مرزا

ہدیہ فی پرچہ

۳/- روپے

سالانہ یکمشت

۲۵/- روپے

بیرون ممالک - سالانہ ۵ پونڈ

ناشر ضیغم اسلام اکیڈمی ۶۶ قاسم روڈ نیو سمن آباد لاہور

یادِ رفتگان

از پروفیسر شاہ مغفور عالم

وصالِ یک دانائے راز

(مفکرِ وحید مولانا پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری اعلی اللہ مقامہٗ کے انتقال پر)

(۱۲ محرم ۱۳۰۵ھ ——— جمعہ ۱۶ رمضان ۱۳۹۹ھ)

اب کے حوادثِ زمانہ ہمیں بہت سی عظیم الشان شخصیتوں کے سائے سے محروم کر دیا۔ زیادہ دن نہیں گزرے کہ اجل نے علم کے ایک تناور شجر — پروفیسر ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی پر کاری وار کیا۔ ابھی علمی دنیا اس صدمے سے سنبھلنے نہ پائی تھی کہ ایک اور دانائے راز — خواجہ محمد لطیف انصاری — کے ٹھنڈے سائے سے محروم ہو گئی۔

اگرچہ اب ہمارے سروں پر اس باوقار شجرِ علم کا سایہ نہیں رہا لیکن اس کا سلسلۂ فیض جاری ہے جو اس کی حیاتِ ابدی کا نشان ہے۔ ابھی وہ لوگ زندہ ہیں جو اس کے آرام دہ سائے تلے پلے بڑھے اور اب گلشنِ علم و مذہب کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ اس کے برگ ہائے فیض اس کی تصنیف کردہ کتابوں کے اوراق کی شکل میں سرسبز ہیں جن میں اس کے خوشنما پھولوں کی مہک رچی بسی ہے اور اس کی جڑوں سے پھوٹنے والے پودے بھی پھل پھول رہے ہیں۔

خواجہ صاحب عشقِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام میں سرشار تھے۔ آپ کی زندگی عقل و عشق کا حسین امتزاج تھی۔ اس تصویرِ حیات میں عشق و سرمستی اور جذبۂ وارفتگی کا رنگ زیادہ ہی گہرا تھا۔ انہوں نے اس صدی کے تقریباً پچانوے ۹۵ برس اس دارِ فانی میں بسر کئے۔ گویا اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کے مؤرخ کی زندگی خود "تاریخِ حسینیت کی چودھویں صدی پر محیط ایک درخشندہ باب تھی ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

خواجہ صاحب قبلہ ۱۳۰۵ھ میں ۱۲ محرم کو سہارنپور کے خاندانِ انصار کے ممتاز فرد خواجہ محمد عقیل کے ہاں متولد ہوئے جو محکمۂ مال میں اعلیٰ افسر تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب خواجہ سالار چشتی سہارنپوری اور خواجہ عبداللہ انصاری پیرِ ہرات سے ہوتا ہوا مشہور صحابیٔ پیمبر حضرت ابو ایوب انصاری الخزرجی تک پہنچتا ہے جن کو ہجرتِ مدینہ کے موقع پر رسولِ اکرم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۲ محرم کی مناسبت سے آپ کی والدہ اکثر آپ سے

کہا کرتی تھیں کہ بٹیا! تم بارہ محرم کو پیدا ہوئے ہو قدرت نے تمہارے لئے بارہ مہینے ہی محرم لکھ دیا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ تمام عمر تعلیماتِ حسینی کی نشر و اشاعت میں بسر ہوئی حتیٰ کہ عنفوانِ شباب سے لے کر ضعفِ پیری اور فالج کی حالت میں بھی کوئی سال ایسا نہیں گزرا جب آپ نے عشرۂ محرم الحرام کی مجالس سے خطاب نہ کیا ہو۔ بلکہ وصال سے دو سال قبل کربلا کی کہانی قرآن کی زبانی تصنیف فرمائی۔

مرحوم بے لوث عالم دین، واعظِ کشادہ دل اور پرجوش عزادارِ سید الشہداء تھے۔ آپ نے تمام عمر کبھی خطابت کا معاوضہ نہیں لیا بلکہ قربتہً الی اللہ اس کو انجام دیا۔ برصغیر کے علمائے شیعہ میں آپ واحد تھے جو زنجیر زنی کھلی کرتے۔ اسی عشق و جذبہ کو دیکھتے ہوئے لبنان کے ایک وزیر سید حسن الامین نے حالتِ زنجیر زنی میں آپ کی ایک تصویر حاصل کی جسے وہ اپنے کمرے میں آویزاں رکھتے تھے۔

خواجہ صاحب کے والد دیو بندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے بلکہ مدرسۂ دیو بند اور مدرسۂ مظاہر العلوم سہارنپور کی بنا میں آپ کے آباؤ اجداد کا بہت حصہ ہے آپ کی والدہ نے اس وقت شیعیت اختیار کی جبکہ آپ کا سن ابھی ایک برس تھا۔ نتیجۃً والد نے ان پر سختی شروع کر دی اور آپ کو ان سے چھین کر اپنی دوسری زوجہ آمنۃ البتول کے حوالے کر دیا۔ جنہوں نے نہایت شفقت سے آپ کو پرورش کیا۔ چند برس کے بعد پھر آپ کو آپ کی والدہ کے حوالے کر دیا گیا۔ ابتدائی تعلیم آپ کی ننھیال جگراؤں میں ہوئی۔ مروجہ تعلیم کے علاوہ آپ نے دینی تعلیم بھی حاصل فرمائی۔ خاندانِ ارسطو جاہی کے علماء شریف العلماء مولانا سید شریف حسین خان اور ان کے دو صاحبزادوں مولانا سید مصطفیٰ حسین اور مولانا سید مرتضیٰ حسین کے علاوہ مولانا سید مقرب علی سے علوم دینی و مشرقی کی تحصیل کی[1]۔ بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج سے فاضل فارسی اور مولوی عالم کی سند حاصل فرمائی۔ ان دنوں ڈاکٹر سید عظیم الدین اورینٹل کالج کے وائس پرنسپل تھے بعد میں آپ پٹنہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے اورینٹل سیکشن کی نگرانی آپ کے ذمے تھی۔ خواجہ صاحب نے ان کے ہمراہ لائبریری کی ترتیب و تنظیم میں بھی حصہ لیا اور مولانا محمد حسین آزاد کی ذاتی کتابوں کا مجموعہ ترتیب دیا جو کہ انہی دنوں یونیورسٹی کو بطور عطیہ دیا گیا تھا۔

فاضل فارسی کے بعد خواجہ صاحب نے لاہور ہی کے ایک ہائی اسکول میں معلمی اختیار فرمائی۔ اورینٹل کالج اور لاہور میں خواجہ صاحب نے انتہائی ہنگامہ خیز ایام بسر کئے اورینٹل کالج کے زمانۂ تعلیم میں خواجہ صاحب کے ایک رفیق

---

[1] میرے فاضل دوست مفخر عالم صاحب یہ بات چھوڑ گئے کہ علامہ محمد باقر اعلی اللہ مقامہٗ سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ اور اپنے اورینٹل کالج کے زمانہ میں ان کی سفارش پر خواجہ لطیف انصاری طالب شراہ لاہور میں علامہ احمد علی مرزا اعلی اللہ مقامہٗ کے در دولت پہ مقیم رہے۔ اور بطور مہمان مقیم رہے اور علامہ ضیغم اسلام علیہ الرحمہ سے بھی فیوض حاصل کرتے رہے۔ میں نے اس کا ذکر مرگ باشرف میں کیا ہوا ہے

(عسکری)۔

سید ظہیر الحسن عابدی تھے جو پروفیسر ڈاکٹر وزیر الحسن عابدی کے برادرِ بزرگ تھے۔ اور فاضل فارسی کے فوراً بعد عین عالمِ جوانی میں لاہور میں انتقال کر گئے۔ دونوں کے درمیان دوستی رشتۂ اخوت میں استوار ہوگئی۔ ان کے ایک اور ساتھی ابراہیم ندوی تھے جو بعد میں حیدر آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔

اس کے بعد خواجہ صاحب کی تمام عمر درس و تدریس، وعظ و خطاب، تقریر و تحریر، تعلیماتِ محمد وآلِ محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت اور عزاداری اور قومیات میں پرجوش حصہ لینے میں بسر ہوئی۔ کئی اسکولوں میں معلم رہنے کے بعد آپ ڈی ایم کالج موگا میں پروفیسر مقرر ہوئے اس دور کے اکثر طلبا سے آپ کے مراسم اب تک استوار رہے جن میں سے چمن لال سود اور گوروپال واحد کا تذکرہ آپ اکثر کرتے رہے گذشتہ برسوں میں گوروپال واحد دوبار آپ سے ملاقات کے لئے ڈسکہ بھی آچکے ہیں ان کا تخلص واحد آپ ہی کا تجویز کردہ ہے۔ اس غیرت مند شاگرد نے اس کو معنوی طور پر اس حد تک نبھایا کہ اب تک رشتۂ ازدواج میں منسلک نہ ہوتے اور تنہا ہی زندگی بسر کی وہ اکثر مزاحاً کہا کرتے ہیں کہ "خود آپ تو نو شادیاں فرمائیں مگر مجھے واحد بنا کے تنہا کر دیا۔"

پروفیسری کے ساتھ ساتھ آپ نشرِ علوم محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے سارا سال تعطیل کے دنوں میں تبلیغی دورے کرتے رہتے تھے۔ اس دور میں آپ نے غیر مسلموں سے اکثر مناظرے بھی کئے۔ مناظرے کی تربیت آپ نے ضیغم اسلام مولانا مرزا احمد علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ سے پائی تھی اور متعدد مناظروں میں ان کے معین بھی رہے

تشکیل پاکستان پر آپ رجوعہ، چنیوٹ، لائلپور اور وزیر آباد میں پریشان گردی کے بعد ڈسکہ میں سکونت پذیر ہوگئے اور یہیں کے ہائی اسکول میں اورینٹل ٹیچر مقرر ہوگئے۔ اسی دوران آپ کی والدۂ محترمہ اور جوان فرزند قارب حسین نے بھی انتقال کیا۔ قارب حسین آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے اور انتہائی ذہین و فطین تھے پاکستان سول سیکریٹریٹ کراچی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ آپ کو ان سے انتہائی محبت تھی ان کی جدائی نے آپ کے قلب و ذہن پر بہت برا اثر کیا اور آپ تین چار ماہ صاحبِ فراش رہے۔ مگر اللہ کی رحمت اور نگاہِ رسالت سے سنبھل گئے۔ ڈسکہ ہائی اسکول میں میرے والد گرامی سید عسکری حسن عارف سیکنڈ ہیڈ ماسٹر تھے دونوں کی رفاقت اخوت میں بدل گئی۔ اور دونوں کا گھر خانۂ واحد ہوگیا۔

آپنے پاکستان میں قوم کے پہلے مرکزِ علم دار العلوم محمدیہ سرگودھا کے اولین پرنسپل کی ذمہ داری سنبھالی اور اسے باوقار ادارہ بنانے میں پوری دلجمعی سے کام لیا۔ آپ اسے علوم قدیمہ و جدیدہ کی ایک انتہائی اعلیٰ درسگاہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس سلسلے میں ضیغم اسلام مولانا مرزا احمد علی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ، مولانا مرزا یوسف حسین صاحب اور مولانا پروفیسر سید اعجاز حسین صاحب بھی آپ کے مؤید تھے مگر بعض رکاوٹوں کے باعث یہ تمنا پوری نہ ہوسکی پھر آپ امامیہ مشن پاکستان کے شعبۂ تبلیغ کے انچارج ہوتے اور مبلغین اسلام کا ایک لشکر تیار کیا۔ بعد ازاں

www.khwajalatifansari.com

مدرسۂ کاظمیہ پھلروان کے پرنسپل کی حیثیت سے کام کیا آپ امامیہ مشن کے آرگن پیامِ عمل کے ایڈیٹر بھی رہے نیز اس ادارے کے لئے متعدد کتابچے بھی رقم کئے اور اپنی شہرۂ آفاق وقیع تصنیف اور تحقیقی کتاب تاریخِ حسنؑ مجتبیٰ بھی اسی ادارے سے وابستگی کے دوران تحریر فرمائی

آپ نے قومیات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ سب سے پہلے آپ نے پنجاب شیعہ کانفرنس کے پلیٹ فارم سے کام کیا۔ تشکیلِ پاکستان کے بعد آپ آل پاکستان شیعہ کانفرنس کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے قومی رہنمائی کرتے رہے بعد ازاں ادارۂ تحفظِ حقوقِ شیعہ کے سیکرٹری جنرل ہوئے پھر شیعہ مطالبات کے سلسلے میں مولانا سید محمد دہلوی کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔

خواجہ صاحب کا حافظہ بلا کا تھا۔ اس عہدِ پیری میں بھی آپ کو چار پانچ ہزار اشعار، سینکڑوں کتب کے حوالے اور سیاق و سباق زبانی یاد تھے۔ مزید برآں بچپن سے لیکر اب تک کے واقعات اور حالات بالتفصیل یاد تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ظہیر الحسن عابدی کے ساتھ اپنی رفاقت کے واقعات مجھے چھوٹی چھوٹی جزئیات کے ساتھ سُنائے۔ جب آپ کو فالج ہوا اور ہوش آیا تو سب سے پہلے آپ نے دو تعقیبات یاد کیں جو نمازِ پنجگانہ کے بعد تلاوت فرماتے تھے۔ وہ حرف بحرف یاد تھیں اس پر آپ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے آپ کے ذہن کو فالج کے اثر سے محفوظ رکھا۔

آپ ایک صاحبِ طرز خطیب تھے، تقریر میں زبردست جوش اور ولولہ ہوتا تھا جو سننے والوں کے دلوں کو حرارتِ ایمانی سے گرما دیتا تھا۔ پھر علوم آلِ محمدؐ کی علومِ جدید سے وہ حسین شرح فرماتے تھے کہ تقریر رنگ برنگ موتیوں کی لڑی محسوس ہوتی۔ آپ علومِ دینی اور السنۂ شرقیہ کے ساتھ ساتھ اقتصادیات، نفسیات، سیاسیات، تاریخ جدید۔ کیمیا، سائنسی علوم اور انگریزی زبان سے بھی آشنا تھے جس کی بنا پر آپ کی تقریر و تحریر میں ایک منفرد انداز ابھر آیا تھا۔ علامہ سرکارِ ناصر الملت کے چہلم پر لکھنؤ میں مجلس ترحیم سے آپ نے خالص علمی موضوع "علمِ کلام کے ارتقاء میں ملتِ شیعہ کا حصّہ" پر خطاب فرمایا۔ حیاتیات کا نظریہ ارتقاء اور نفسیات کا نظریۂ عوامل کردار آپ کے خاص موضوع رہے ہیں حتّٰی کہ آپ نے ایک کتاب "مولودِ کعبہ علیؑ ابن ابیطالب اور علوم جدیدہ" تصنیف فرمائی جس میں آپ نے انکشاف فرمایا کہ علی علیہ السلام کے اکثر ارشادات و خطبات و حقائق آشکار ہیں جن سے آج دنیا سائنس کے ذریعے متعارف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں آپ نے مختلف سائنسی موضوعات یعنی کیمیا، فزکس، فلکیات اور طب وغیرہ پر علیؑ کے علمی جواہر پاروں کو جمع کیا ہے۔

مولانا سید محمد دہلوی صاحب کے ایماء پر آپ امورِ تبلیغ کی انجام دہی کے لئے افریقہ تشریف لے گئے۔ آپ نے مشرقی افریقہ کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں علوم اہلبیتؑ کی مشعلیں روشن فرمائیں۔ امورِ تبلیغ میں آپ کی تندہی اور نشر و اشاعت ایمان میں آپ کی مساعی سے مجتہدین ایران و عراق بھی آگاہ تھے۔ اور آپ کی کاوشوں کو بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ جب بھی آپ زیارات کے لئے تشریف لے گئے۔ بیشتر مراجع خصوصاً آیت اللہ السید محسن الحکیم اعلی اللہ مقامہٗ انتہائی لطف و مدارات سے

پیش آئے ۔ ابلاغِ ایمان کے لئے خطیبۂ آلِ محمدؐ کی بلاغت اور شعلۂ نوا آپ کے لئے قندیل تھا۔ اسی لئے آپ نے بلاغتِ زینبیہ تصنیف فرمائی۔

شریکۃ الحسینؑ کے پرستار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ناصرانِ حسینؑ کے بھی ازحد مداح تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اپنی اولاد و احفاد کے نام ناصران حسینؑ کے نام پر رکھے اور شہزادۂ یثرب عالم ہجرت میں رقم کی تو شہیدانِ فرات بھی تحریر فرمائی جس کا طالبین پر مشتمل پہلا حصہ شائع ہوا۔ دوسرا بعض وجوہات سے مکمل نہ ہو سکا۔ اگرچہ عزم صمیم تھا۔

یہ اس شخص کا تذکرہ ہے جس نے اپنی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ تبلیغ دین میں گزارا اور زبان و قلم سے علوم محمدؐ و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت کرتا رہا۔ وہ گرجدار و ولولہ انگیز اور ایمان افروز آواز اب ختم ہو گئی ہے مگر اس کی کتابیں اور مقالات آج بھی خصوصی اہمیت کے حامل ہیں اور دعوتِ ایمان دیتے ہیں۔ اس شخص نے سینکڑوں مقالات نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کئے۔ میرا ارادہ "مقالاتِ لطیف" کے عنوان سے مختلف موضوعات پر آپ کے مقالات جمع کرنے کا تھا مگر وسائل کی کمی حائل رہی۔ ان کے مقالات میں سے "مرقعِ عبرت" سفر نامہ افریقہ اور مقالہ حدیثِ ثقلین خاص طور سے مشہور رہیں۔ مندرجہ بالا کتب کے علاوہ آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے خصائص سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ، سیرتِ سلمانِ محمدی، خواتینِ اسلام، جل داتا عباس (ہندی)، جگت گرو حسین (گورمکھی)، شیخ جعفر شوستری کی دو کتابوں کا ترجمہ اور چار درسی کتب شائع ہوئیں۔

www.khwajatefansari.com